

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ہمسایہ کی اہمیت اور غیبت کی مذمت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فعن انس قال قال رسول اللہ
ﷺ والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لآخریہ ما یحب لنفسہ (بخاری
ومسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کی قدرت میں میری جان ہے
کوئی بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے
لئے پسند کرتا ہے۔
ہمسایہ کی اہمیت:

وعن عائشہ و ابن عمر عن النبی صلعم قال ما زال جبرائیل یوصینی
بالتجار حتی ظننت انہ سیورثہ (بخاری ومسلم) ترجمہ: حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ نبی کریم
ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیلؑ مجھ کو ہمیشہ ہمسایہ کے حق کا خیال رکھنے کا حکم دیا
کرتے تھے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ حضرت جبرائیلؑ عنقریب پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیں گے۔
محترم حضرات پہلے حدیث کے مفہوم پر غور و فکر کے بعد آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اسلام نہ صرف اپنے
حقیقی بھائی بلکہ اسلام کے رشتہ میں منسلک امت مسلمہ کے ہر فرد کے خیر خواہی کا طلب گار ہوگا انما المؤمنون اخوة والارثۃ
باقی تمام رشتوں سے اعلیٰ ارفع اور سب پر مقدم ہے تو مسلمان پر یہ لازم ہے کہ حیات مستعار یعنی زندگی میں جو امر یہ
اپنے لئے نجات و فلاح کا ذریعہ سمجھے دوسرے مسلمان کیلئے بھی وہی چاہے اور پسند کرے اس دنیا میں انسان کے آمد کا
مقصد ایسے عقائد اعمال و کردار پر کاربند رہنا ہے۔ جس کا نتیجہ آخرت میں رضائے مولیٰ کی صورت میں دخول جہنم اور
جات عن النار کا حصول ہوگا۔

آل و عمل میں یکسانیت ضروری ہے۔

دنیا میں ہر مسلمان کی تنہا ہوتی ہے کہ جس روز وہ زندگی آخرت میں ہر عبادت و اطاعت امن و سلامتی مخلوق خدا

کی خدمت کا جذبہ جو صرف اپنے قربت داروں یا کسی ایک خاندان یا فرقہ تک محدود نہ ہو، نیک صالح اہل خانہ و اولاد کی میسر ہونا، رزق حلال کی خواہش، ہر ذی روح مخلوق خدا کو بلا وجہ اپنے ایذا رسانی سے بچانا، نیز وہ تمام خواہشات جن پر شریعت کی رو سے خیر کا اطلاق ہوتا ہے جو خود اپنانے اور ان پر عمل پیرا کا ہونے کا متشی ہو دوسرے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے اور یہ خواہش صرف زبانی کلامی حد تک نہ ہو بلکہ قول کے ساتھ اس کا عمل بھی اس کی گواہی دے۔

مسلمان بھائی کی تکلیف پر اظہارِ مسرت نہ کرو:

اسلام تو اتنا جامع اور مکمل مذہب ہے جس میں انسانی زندگی کو اس کی ہدایات اور تعلیمات کے مطابق گزارنے میں سکون ہی سکون ہے، اپنے بھائی کے دینی و عافیت کی طلب اور اخروی فوز و فلاح کا جذبہ ہو، تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی عزت و حرمت، جان و مال کا دشمن ہو۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے تو ہمیں اگر تمنا ضائع بشری و حقّی طور پر کسی مسلم بھائی سے خفگی و ناراضگی کا معاملہ پیش آیا اس کی معصیت میں گرفتار ہونے پر خوش ہونے سے منع فرمایا۔ ارشاد گرامی ہے:

عن واثلة قال قال رسول الله ﷺ لا تظہر الشماۃ لاخیک فیراحمہ اللہ و یبتلیک۔ ترجمہ: حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار مت کرو ہو سکتا ہے اللہ آپ پر رحم کرے اسے اس معصیت سے نجات دے اور تمہیں اس تکلیف میں مبتلا کر دے۔ اکرامِ مسلم:

اسلام فساد و حق تلفیوں سے بھرے خطہ ارض پر جس اعلیٰ تہذیب و تمدن و حسن معاشرہ کا جو پیغام لایا اس میں عقائد و عبادات کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کو بھی ادا کرنا ایمان کا ایسا اہم جزو قرار دیا جس کی ادائیگی بغیر مومن اپنے آپ کو حقیقی مسلمان کہلانے کا بھی حقدار نہیں۔ اخلاق حسنہ و آداب اسلامی کا پھیلانا۔ بندوں کے حقوق کی ادائیگی اور احترامِ مسلم جیسے اعمال مسلمانوں ہی کا عظیم ورثہ ہے۔ چہ جائیکہ مسلم بھائی کی بدخواہی اور ضرر رسانی کے شوق میں دوسروں کے عیوب اور برائیوں پر انگلی اٹھانے میں زندگی کے قیمتی لمحات صرف کرتے رہیں۔

اسلام جو کہ ابدی و سرمدی عالمگیر مذہب ہے ہمارا عمل اس کے بتائے ہوئے ہدایات کے بالکل برعکس ہے جب تک مسلم بھائی کی غیبت ہمارے مجالس میں نہ ہو، مجلس کا مزہ ہم محسوس نہیں کرتے۔ دوسرے کی عزت نفس کو مجروح اور عیوب و برائیوں کی تشہیر کرنا اور وہ بھی صرف تحقیر اور ذلیل و رسوا کرنے کی نیت سے اپنا فریضہ سمجھتے ہیں جبکہ حادی عالم ﷺ کے مسلم کے اس حق تلفی سے بچنے کے لئے سخت ترین وعیدات پر مشتمل فرمودات احادیث مقدسہ کے ذخیروں اور کتب میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔ فرمان نبوی ہے۔ غیبت زنا سے بھی بدتر گناہ ہے۔

غیبت زنا سے بدتر گناہ ہے:

عن ابی سعید و جابر قال قال رسول اللہ ﷺ الغیبة اشد من الزنا قالوا

یا رسول اللہ ﷺ وکیف الغیبة اشد من الزنا قال ان الرجل لیزنی فیتوب اللہ علیہ وفی رواۃ فیتوب فیغفر اللہ لہ وان صاحب الغیبة لا یغفر لہ حتی یغفر لہ صاحبہ وفی رواۃ انس قال صاحب الزنا یتوب وصاحب الغیبة لیس لہ توبۃ (روی البیہقی)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت جابرؓ روایت کر رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، غیبت کرنا زنا کرنے سے بدترین گناہ ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ غیبت زنا سے کیسے اور کیوں بدتر گناہ ہے آپ نے فرمایا جب آدمی زنا کا ارتکاب کر رہا ہے تو (کبھی) توبہ کر لیتا ہے اللہ اسے مغفرت سے نواز دیتے ہیں اس کے برعکس غیبت کرنے والے کو رب العالمین نہیں بخشتا۔ جب تک کہ اس کو وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

غیبت کرنے والے کے لئے توبہ نہیں:

حضرت انسؓ کے الفاظ میں ہے کہ زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لئے توبہ نہیں۔ غیبت کرنا ایسا جرم ہے کہ اس کے لئے توبہ نہیں۔ محدثین نے اس کی کئی توضیحات و وجوہات بیان کی ہیں۔ مگر یہاں اس موقع پر موضوع کے اعتبار سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ کسی کی غیر موجودگی میں اس کے عیوب بیان کرنا حق العباد کو تلف کرنا ہے اور حقوق العباد کی خلاف ورزی کرنے والے کو توبہ کرنے سے رب العالمین اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک جس کے حق میں کوتاہی کی گئی وہ معاف نہ کر دے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ غیبت کرنے والے اس بدترین فعل کو معمولی عمل سمجھ کر مغفرت کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے، گویا ان کے خیال میں یہ گناہ اور معاصی کے فہرست میں شامل نہیں جبکہ شریعت کی نظر میں سزا و انجام کے اعتبار سے یہ زنا سے بھی قبیح فعل ہے۔

غیبت و بہتان کی تعریف:

آپ روزانہ کا معمول دیکھتے رہتے ہیں کہ کسی محفل میں ایک فرد کی عزت نفس کو مجروح کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے اگر خوف خدا رکھنے والا شخص اس فعل بد سے منع کرنے کی تلقین کر بھی دے تو جواب میں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہاں تو ان برائیوں کا ذکر ہو رہا ہے جو واقعہ مذکورہ شخص میں موجود ہیں۔ یہ عذر پیش کر کے اپنے غیر شرعی فعل کے جواز کیلئے دلیل پیش کی جاتی ہے۔ جبکہ رحمت عالم ﷺ سے ایک صحابی نے سوال کیا کہ غیبت کی تعریف کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے ایسے عیوب اوروں کے سامنے ذکر کرنا جسے وہ پسند نہیں کرتا۔ صحابی نے عرض کیا کہ اگر وہ عیوب درحقیقت اس میں موجود ہوں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر وہ برائیاں اس میں موجود ہوں جن کا ذکر ہو رہا ہے تو یہی تو غیبت ہے اگر ایسے نقائص کا ذکر کر دیا جو اس میں سرے سے موجود ہی نہیں تو یہ غیبت سے بھی بڑا جرم ہے۔ جسے شریعت کی اصطلاح میں بہتان کہا جاتا ہے جس کی حدود سزا دینا میں جھگڑنے کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی جواب دہی کرنی ہے۔

رحمۃ عالم ﷺ کی محبت اور اطاعت کے توبہ دعوئی کئے جاتے ہیں مگر ہمارے اتباع کے دعوے صرف ظاہری اعمال تک محدود ہیں کہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر کھانے پینے کی تلقین کی ہے۔ کھڑے ہو کر پیشاب سے منع فرمایا، خیر کے امور ادا کرتے وقت دائیں طرف کو ترجیح دی جائے، مسجد میں داخلہ کے وقت دایاں پاؤں پہلے داخل اور نکلتے وقت بائیں قدم پہلے باہر رکھا جائے وغیرہ۔ آپ ﷺ کی ہر سنت اپنی جگہ انتہائی اہمیت اور عظمت اور اتباع سنت کا ضروری حصہ ہے۔ جس پر عمل کرنے سے دین و ایمان کی تکمیل اور رسولؐ سے محبت کے اقرار کی تصدیق ہوتی ہے۔ لیکن کبھی ہم نے یہ سوچا ہے کہ حضور ﷺ جس کو پوری امت کے لئے اسوہ اور نمونہ بنایا گیا ہے۔ اس نمونہ کے قالب میں اپنے آپ کو ڈالنا صرف ان اعمال پر عمل کرنے تک محدود نہیں بلکہ حضور ﷺ کے تابعداری کا لازمی جزو یہ بھی ہے کہ ان کے اخلاق عالیہ، مخلوق خدا کے ساتھ ان کا معاملہ اور سلوک کیسا رہا۔ امت کو اس بارہ میں کیسے کیسے ہدایات و تاکیدات فرماتے۔ کسی کے ناحق عزت کو تار تار کرنے والے کے انجام اور المناک و عبرت آموز سزا کا ذکر فرما کر اس عمل سے بچنے کی کیسے تلقین فرمائی۔

غیبت کرنے والوں کی سزا: ارشاد گرامی ہے:

عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لماعرج بی ربی مررت بقوم لہم اظفار من نحاس یخمشون وجوہہم وصدورہم فقلت من ہؤلاء یا جبرائیل قال ہؤلاء الذین یأکلون لحوم الناس ویقعون فی اعراضہم (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ مجھے اوپر لے گئے (یعنی معراج کی رات) تو (عالم بالا میں) میرا گزرتا کچھ ایسے لوگوں پر ہوا۔ جن کے ناخن تانبے کے بنے ہوئے تھے وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کا (گوشت پوست) نوچ رہے تھے میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں جبرائیل نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو (زندگی میں) لوگوں کے گوشت کھاتے اور انکی عزت و آبرو کے پیچھے لگ کر پامال کرتے۔

انسان کا چہرہ تمام اعضاء میں عزت، عظمت و شرافت کی نشانی ہے جسے ذکر کر کے تمام بدن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آپ روز معقولہ سنتے ہیں فلاں نے جرم کر کے اپنا منہ کالا کر دیا۔ یعنی اپنے تمام جسد انسانی کو ذلیل کر دیا۔ عظمت و عزت کے موقع پر کہا جاتا ہے فلاں وجہ القوم وہ شخص قوم کا سردار اور ان میں معزز شخص ہے۔ اسی طرح بدن انسانی میں دل کو بھی بے پناہ اہمیت حاصل ہے جب کسی کو اپنے بارہ میں کسی ناگوار قول و فعل کا سامنا ہو۔ غم و پریشانی کا سب سے زیادہ اثر دل پر ہوتا ہے۔ جو سینہ میں موجود ہے۔ جب مسلمان کی بلا وجہ برائی بیان کی جائے۔ تو اس فعل بد کی وجہ سے متاثرہ شخص کے قلب و چہرہ کو چونکہ اس نے تکلیف پہنچائی اس جزاء سیدہ کی سزا بھی اور بدلہ ایسے انداز سے ملتی ہے۔ کہ یہ تانبے کے ناخنوں سے اپنے چہرہ اور سینے سے گوشت نوچے گا۔ کتنی ناقابل برداشت اور اذیت سے بھر پور سزا ملتی ہے۔ اور ہم ہیں کہ بے دھرمک اور بلا محبت و کثرت کرازی اور کافرانہ کلمے کے لئے اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر

واحسانت کو اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ جبکہ امن و سلامتی پر مشتمل ہمارا عظیم دین جگہ جگہ ہمیں مسلمان اور انسانیت کی بغیر کسی وجہ توین و تحقیر اور اس کے جان و مال کی حفاظت کے واضح احکامات شد و مد سے دے رہا ہے۔

غیبت آدمی کے بدترین ہونے کی علامت ہے:

جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت ذکر فرما رہے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے شر اور بدترین ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے غیر مسلم بھائی کو تحقیر سمجھے۔ گویا ایسے شخص میں اگر شریعت کے اعتبار سے اور کوئی برائی نہیں تو یہی ایک برائی اس کی عاقبت کی بربادی کے لئے کافی ہے۔ اسی روایت میں حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمان کے جملہ اشیاء دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اسکی جان ہو مال ہو عزت ہو ان میں کسی ایک کو بھی نقصان پہونچانا جائز نہیں۔ مثلاً اس کے کسی عیب کو جو صرف اسی تک محدود ہو کوئی اور مسلمان دینی یا دنیوی لحاظ سے اس سے متاثر نہ ہو۔ لوگوں کے سامنے اس کی بے عزتی کی نیت سے تشہیر کرنا، اور اسکی غیبت کرنا، یہ مسلمان کی ایسی حق تلفی ہے جس سے گناہگار تو ہوتا ہی ہے، اپنے نیکیوں کو بھی برباد کرنے کا یہ عمل سبب بن جاتا ہے۔

قرآن میں غیبت کرنے والے کی مثال:

قرآن نے جس شدید اور واضح انداز سے اس برائی سے منع فرمانے کی تلقین فرما کر بدترین چیز کھانے سے جس انداز میں تشبیہ دی اگر اس کے بعد بھی اس سے احتراز نہ کیا جائے تو پھر ہمارے عقل و فہم پر ماتم کے سوا کیا کیا جاسکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَغْتَابَ بَعْضُكُم بَعْضًا اِيْحِبْ اِحْدَكُم اِنْ يَاْكُلْ لَحْمَ اَخِيهِ

میتا فکرم ہتموہ (سورۃ الحجرات آیت ۱۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ: اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے جبکہ تم (اس کا کھانا) ناگوار سمجھتے ہو۔

جس طرح مسلمان کے لئے اپنے مسلمان مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا ناقابل برداشت، غیر پسندیدہ عمل کے ساتھ ساتھ عقل سلیم بھی اسے جائز نہیں سمجھتی یہی صورتحال کسی اور کی غیبت کی بھی ہے کہ اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے ذکر بد سے بغیر کسی تاویل و توجیہ سے بچا رہے۔ شیطان کی یہی عیاری و مکاری ہے کہ مسلمان سے گناہ کا ارتکاب کروا کر پھر اسی انسان کو گناہ کے جواز پر دلائل تلاش کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔

ظلم و جبر کے جواب میں احسان:

اسلام حقوق انسانی اور احرام آدمیت کا وہ اولین محافظ اور امن پسند مذہب ہے کہ جو انسان نعمت اسلام سے مالا مال ہو جائے پھر اپنے ساتھ کی گئی زیادتی کا بدلہ بھی احسان سے دیتا ہے۔ رحمت دو عالم جو کہ سراپا شفقت و محبت تھے، عمر بھر یہی تمنا رہی کہ خالق کائنات کی طرف سے نازل شدہ دین اس کے تعلیمات اور اپنے اخلاق حسہ کی بدولت لوگوں کو اللہ کے عذاب سے بچا کر رحمت الہی کے دامن میں لے آوے۔ کسی کو بددعا اور برا کہنا تو ان کی سرشت

ہی میں نہ تھا، بے پناہ مظالم اور اذیت رسانی سے متاثر ایک صحابی نے جب کفار کے حق میں بددعائی کی درخواست کی تو فرمایا۔ عن ابی ہریرۃ قال قیل یا رسول اللہ ﷺ ان ع علی المشرکین قال انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمة

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ سے مروی ہے کہ حضور سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ان مشرکین کے حق میں لعنت ملامت (یعنی بددعا) کیجئے فرمایا مجھ کو لعنت کرنے والا (یعنی لوگوں کے حق میں بددعا دینے والا) نہیں بھیجا گیا۔ کافروں کے حق میں بھی رحمت کا ذریعہ ہونے کی وجہ تھی کہ ایمان کی نعمت سے محروم وہ لوگ باوجود سرکشی اور حضور ﷺ و آپ کے جائزہ و جبر اور کفر و شرک کے دنیاوی عذاب سے بچے رہے۔

سرکار اور عالم ﷺ کی تمام زندگی تو اس حال میں گزری کہ کبھی اپنے کسی ذاتی معاملہ میں کسی سے انتقام لیتے اور نہ اس کو غیرت کا مسئلہ بنا کر الجھنے کی کوشش کرتے۔ ہاں جب اللہ کے کسی حکم کی توہین و تحقیر کی جاتی، پھر ان سے بڑھ کر غیرت مند اور اللہ کی عظمت اور حکم کی بحالی کے لئے سب کچھ لٹانے والا ان کے ہم پلہ اور کوئی نہ تھا، شدید رنج و الم پہنچانے کے موقع پر ایک ہی دعا ہوتی کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔

اے اللہ میری قوم کو ہدایت اور صراط مستقیم سے نواز کیونکہ یہ لوگ (اپنا خیر و شر) نہیں جانتے۔ جہاں آپ ﷺ نے صحابہؓ اور امت کو دشمنوں، قاتلوں، تکلیف پہنچانے والوں کو معافی فرمانے کی تلقین کی اور معافی کرنے والوں کو لاتمتہائی اور بغیر حساب اجر و ثواب کی بشارت فرمائی۔ وہاں سب سے پہلے اپنے، اپنے خاندان کے قاتلوں اور ازلی دشمنوں کو معاف فرمایا۔ احد کے میدان میں تیر بر سائے جا رہے ہیں، دندان شہید اور رخسار مبارک سے خون جاری ہے، لیکن رحمتہ للعالمین ﷺ کے کیوں پر اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے ہدایت کی دعائیں نکل رہی ہیں۔

انسانی حقوق کے علمبردار اور ان کا کردار:

یہ ہے انسانی حقوق اور خون کی عظمت اور پاسداری کہ بد سے بدترین سلوک کے موقع پر بھی انسان کی تباہی و بدحالی کی خواہش کی جگہ اس کی ہدایت و سلامتی کا طلب ہو۔ کیا دنیا کے نام و نہاد انسانیت اور انسانی حقوق و عظمت کے احترام کے دعویداروں کے پاس اپنے بلند و بالا دعوؤں کے ثبوت کے لئے کوئی ایک ثبوت ہے۔ قطعاً نہیں دعوے امن و سلامتی کے اور عمل اس کے برعکس انسانوں کے قتل عام و نسلی کشی پر مبنی اقدامات نے پوری انسانیت پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے اس کے مقابلہ میں پیغمبر انقلاب اسلامی اور راہنمایان دین کا انسانیت سے جو معاملہ رہا اگر زندگی باقی رہی انشاء اللہ آئندہ جمعہ اس کی ایک جھلک پیش کرنے کی کوشش کروں۔

رب ذوالمن ہم اور آپ سب کو انسانیت کے احترام اور حقوق کی ادائیگی کی کا حق تو فقی سے نوازیں۔ آمین